فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): حالت حیض میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایامِ مخصوصہ میں طلاق مکروہ ہے، لیکن واقع ہو جاتی ہے، جیسا کہ

❀ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

''انہوں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیجیے، پھر طہر یا حمل میں طلاق دیں۔''

(صحيح البخاري : 5252، صحيح مسلم :1471، واللفظ لهٗ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ پر یوں تبویب فرمائی ہے:

بَابٌ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ .

''حائضہ کو دی گئی طلاق شمار ہوگی۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میں نے حیض میں طلاق دی۔ (میرے والد گرامی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا، تو فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیں، پھر طلاق دینا چاہیں، تو طہر میں دیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا۔ فرمایا: جی ہاں۔''

(سنن الدارقطني : 5/4، السنن الكبرٰى للبيهقي : 326/7، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔''

(مسند الطيالسي : 68، مسند عمر بن الخطّاب لابن النجّاد : 1، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ .

''یہ ایک طلاق شمار ہوئی۔'' (صحيح البخاري : 5253)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ نَّحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ لَا يُقْتَدٰى بِهِمْ .

''جن اہل علم کو ہم جانتے ہیں سبھی نے یہ کہا کہ حیض میں طلاق واقع ہوگی، البتہ بعض اہل بدعت نے اس کے خلاف کہا ہے، ان کی بات ناقابل التفات ہے۔''

(الإشراف : 187/5)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگرچہ سب اہل علم کے ہاں حیض میں دی گئی طلاق بدعت اور غیر مسنون ہے، لیکن سب کے نزدیک واقع ہو جائے گی۔ صرف اہل بدعت نے اس کی مخالفت کی ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 58/15)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جب خاوند اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دے، تو وہ اس حیض کو عدت میں شمار نہیں کرے گی، جس میں طلاق واقع ہوئی ہے۔......اس پر اجماع ہے۔''

(البِناية شرح الهداية : 607/5)

سوال: اگر غیر مدخولہ بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، اب چونکہ غیر مدخولہ کی ایک ہی طلاق ہوتی ہے، لہٰذا غیر مدخولہ کو حالت حیض میں طلاق ہو جائے، تو عقد سے نکل جاتی ہے۔

سوال: کیا حج قران کے لیے ہدی (جانور) ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، حج قران (عمرہ اور حج کا اکٹھا احرام باندھنا) کے لیے ہدی (قربانی کا جانور) ہونا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حج قران کیا اور جانور ذبح کیا۔

❀ ابو جعفر محمد بن علی باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا: مجھے نبی کریم ﷺ کے حج کے متعلق بتائیں، تو انہوں نے انگلیوں پر نو (۹) تک گنا، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ (مدینہ میں) نو سال رہے، لیکن (اس عرصہ میں) حج نہیں کیا، پھر دسویں سال لوگوں میں اعلان کرایا کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے جا رہے ہیں، یہ سن کر بہت سے لوگ مدینہ میں جمع ہو گئے اور ہر ایک کی یہ حسرت تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور آپ کے عمل کے مطابق عمل کرے، رسول اللہ ﷺ (حج کے لیے) نکلے، تو ہم بھی آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، جب ہم ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے، تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر کو جنم دے دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟

فرمایا: غسل کریں اور (شرمگاہ پر) مضبوطی سے کپڑا باندھ کر احرام باندھ لیں، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی پھر قصواء (اونٹنی) پر سوار ہوئے، حتی کہ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی، تو میں نے تا حد نگاہ رسول اللہ ﷺ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں سوار اور پیادہ لوگوں کا جم غفیر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے، آپ پر قرآن کا نزول ہوتا تھا، آپ اس کی تأویل وتفسیر جانتے تھے، آپ جو جو عمل کرتے ہم بھی ویسے ہی کرتے جاتے۔ آپ ﷺ نے توحید کا اعلان کیا: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ» (میں حاضر ہوں الٰہی! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور ہر قسم کی بادشاہت تیرے لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں) اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا، وہ بھی تلبیہ کہتے تھے (یعنی لوگوں نے کچھ الفاظ کا اضافہ کیا) لیکن رسول اللہ ﷺ نے کسی کا انکار نہیں کیا (منع نہیں کیا) اور رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حج ہی کے ارادے سے نکلے تھے، ہمیں عمرے کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا، یہاں تک کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں آئے، تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تین چکروں میں رمل کیا اور چار میں معمول کے مطابق چلے، پھر مقام ابراہیم کی طرف تشریف لائے، تو یہ آیت تلاوت کی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ) آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کیا، جعفر بن

محمد کہتے ہیں: میرے والد بیان کرتے تھے: مجھے تو یہی معلوم ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ہی بیان کیا ہے کہ آپ دو رکعتوں میں سورت اخلاص اور سورت کافرون پڑھتے تھے، پھر بیت اللہ کی طرف پلٹے اور حجر اسود کا بوسہ لیا پھر دروازے سے صفا کی طرف نکل گئے، جب صفا کے قریب پہنچے، تو یہ دعا پڑھی «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ» (صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، میں وہیں سے (سعی) شروع کرتا ہوں، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے۔)، آپ نے صفا سے ابتدا کی اور اس پر چڑھ گئے، جب بیت اللہ پر نظر پڑی، تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور توحید بیان کی اور فرمایا: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجزَ وَعْدَهُ وَنَصرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور تمام تعریفیں اسی کو زیبا ہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جماعتوں کو اکیلے ہی شکست دے دی) پھر اس (سعی) کے درمیان دعا مانگی اور یہی کلمات تین مرتبہ دہرائے، پھر آپ مروہ کی طرف اتر گئے، یہاں تک کہ جب آپ کے قدم نشیب (اترائی) پر پڑے، تو وادی کے درمیان تیز دوڑنے لگے، جب ہم چڑھائی پر آتے، تو معمول کے مطابق چلنے لگتے، حتی کہ مروہ پر چڑھ کر بھی آپ نے ویسے ہی کیا جیسے صفا پر کیا تھا، حتی کہ جب (سعی

کے) آخری چکر میں مروہ پر چڑھے تو فرمایا: اگر وہ حالات جو مجھے بعد میں معلوم ہوئے ، پہلے معلوم ہو جاتے ،تو میں ہدی (قربانی) کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اسے (حج کو) عمرہ میں تبدیل کر دیتا، چنانچہ آپ میں سے جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول دے اور اس (حج) کو عمرہ میں تبدیل کر لے۔ نبی کریم ﷺ اور جن کے پاس ہدی کے جانور تھے ان کے سوا سب لوگوں نے احرام کھول دیا اور بال کترائے۔سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! یہ (حکم) اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دو مرتبہ فرمایا: عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو گیا ہے، یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ راوی کہتے ہیں : سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹ لے کر آئے ،تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے کنگھی کی ہوئی ہے، رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ بھی لگا رکھا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان پر اعتراض کیا،تو کہنے لگیں: میرے والد محترم نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے : سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس فعل پر اکسانے کے لیے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ وہ بات دریافت کرسکوں، جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہے اور میں نے اس پر اعتراض کیا ہے،تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سچ کہتی ہیں، وہ سچ کہتی ہیں۔آپ نے جب احرام باندھا تھا، کیا نیت کی تھی؟ عرض کیا: میں نے التجا کی تھی : الٰہی! میں بھی اسی کا احرام باندھتا

ہوں جس کا تیرے رسول ﷺ نے باندھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تو قربانی کا جانور ہے، آپ بھی احرام نہ کھولیں۔ ہدی کے جتنے جانور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور نبی کریم ﷺ مدینہ سے لائے تھے ان کی تعداد سو تھی، نبی کریم ﷺ اور جن کے پاس ہدی کے جانور تھے، ان کے سوا سب لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال کترائے۔ جب ترویہ (آٹھ ذوالحج) کا دن تھا، تو وہ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے (منی کا رخ کیا) اور حج کا احرام باندھا، رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نماز پڑھی (اگلے روز) نماز فجر پڑھ کر تھوڑی دیر انتظار کیا حتی کہ سورج طلوع ہو گیا، آپ نے نمرہ میں بالوں سے بنا ہوا خیمہ لگانے کا حکم دیا، لگا دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے منی سے چلنا شروع کر دیا، قریش کو یقین تھا کہ جس طرح دور جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ بھی مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس قیام فرمائیں گے، لیکن رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزر کر عرفات کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ نمرہ کے مقام پر ایک خیمہ نصب کیا ہوا ہے، آپ نے وہیں پڑاؤ کیا، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا، تو آپ نے قصواء نامی اونٹنی منگوائی، اس پر زین سجائی گئی تو آپ اس پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جس طرح تمہارے آج کے دن کی، اس ماہ اور اس شہر میں حرمت ہے۔ سن لیں! زمانہ جاہلیت کے تمام امور میرے ان قدموں تلے ہیں (یعنی آج سے معطل ہیں) جاہلیت کے خون بھی میرے ان قدموں تلے

ہیں، سب سے پہلا خون جسے میں معاف کرتا ہوں وہ ہمارے خاندان کے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، وہ بنوسعد میں دودھ پیتا بچہ تھا، ہذیل (قبیلہ) نے اسے قتل کر دیا۔ زمانہ جاہلیت کا سود موقوف کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے عباس بن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں چنانچہ وہ سب ختم کر دیا گیا ہے۔ خواتین کے (حقوق کے) متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، کیوں کہ تم نے اللہ کی امانت کے طور پر انہیں (اپنے عقد میں) لیا ہے، اللہ کے کلمہ (نکاح) کے ذریعے تم نے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے (یعنی انہیں بیویاں بنایا ہے) تمہارے ان پر حقوق یہ ہیں کہ وہ آپ کے کسی بھی ناپسندیدہ شخص کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں، اگر وہ حکم عدولی کریں، تو پھر اس انداز میں مارو کہ نشان نہ پڑیں اور دستور کے مطابق ان کے نان ونفقہ (اخراجات) کی ذمہ داری تمہارے ذمہ ہے۔ میں تمہیں کتاب اللہ دے کر جا رہا ہوں اگر تم اس کو تھامے رکھو گے (اس پر عمل پیرا ہو گے) تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ آپ سے میرے متعلق پوچھا جائے گا، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے تھے، اپنی امت کی خیر خواہی کی تھی اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو گئے۔ آپ نے شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: الٰہی! گواہ رہنا، الٰہی! گواہ رہنا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، اقامت (تکبیر) کہی، آپ نے نماز ظہر ادا کی پھر اقامت کہی تو نماز عصر ادا کی اور آپ نے ان دونوں (نمازوں) کے

درمیان کچھ (نفل وغیرہ) نہیں پڑھا۔ پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوکر میدان عرفات میں آئے تو اپنی قصواء اونٹنی کے پیٹ کو چٹانوں کی طرف کیا اور جبل مشاۃ (ایک جگہ کا نام یا ٹیلہ وغیرہ) کو اپنے سامنے رکھا اور سورج غروب ہونے تک قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے رہے حتی کہ زردی بھی تھوڑی سی غائب ہونے لگی، جب سورج مکمل طور پر غروب ہوگیا تو آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور سفر شروع کر دیا، آپ ﷺ نے اونٹ کی نکیل کو اس طرح کھینچا کہ اس (اونٹنی) کا سر پالان کے اگلے سرے سے آلگا۔ آپ اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے: آرام سے چلیں۔ جہاں کہیں ریت کا ٹیلہ یا پہاڑ (چڑھائی) آتا تو آپ نکیل ڈھیلی کر دیتے تاکہ وہ چڑھ جائے۔ (اسی طرح) آپ مزدلفہ پہنچ گئے تو آپ نے ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشا کو جمع کیا، پھر طلوع فجر تک رسول اللہ ﷺ لیٹے رہے جب فجر طلوع ہوئی، تو آپ نے فجر کی نماز پڑھی۔ ابن یحییٰ کہتے ہیں: حسن بن بشیر نے جابر کی روایت میں اس جگہ کہا تھا: اذان اور اقامت کے ساتھ، جب کہ نفیلی نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے۔ پھر آپ قصواء پر سوار ہوکر مشعر حرام تشریف لائے، تو اس پر چڑھے اور الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ پڑھا، خوب روشنی ہونے تک آپ نے وہیں وقوف کیا۔ پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے، فضل بن عباس کو پیچھے سوار کر لیا، جو حسین بالوں، سفید رنگت اور خوبصورت چہرے والے شخص تھے، جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے، تو فضل ان عورتوں کو دیکھنے لگے جو ہودجوں

میں بیٹھی جا رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فضل نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرف اپنا ہاتھ رکھا، تو فضل نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، وہ انہیں دیکھے جا رہے تھے، یہاں تک کہ جب وادی محسر میں پہنچے، تو آپ نے سواری کو تھوڑا سا تیز کیا۔ پھر اس درمیانی راستہ کو اختیار کیا جو جمرہ کبریٰ تک پہنچا تا ہے۔ درخت کے پاس والے جمرے پر پہنچ کر آپ نے سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ آپ نے ایسی کنکریاں ماریں جو انگلی کے سرے پر رکھ کر پھینکی جاتی ہیں، آپ نے وادی کے وسط سے کنکریاں ماریں، پھر قربان گاہ کی طرف آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے، باقی اونٹ ذبح کرنے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے ذبح کیے، آپ نے انہیں (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اپنی ہدی میں شریک کیا، پھر ہر اونٹ میں سے کچھ حصہ لینے کا حکم دیا، چنانچہ وہ ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا، تو دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف پلٹے اور مکہ میں ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ بنو عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے، جو آب زمزم پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو عبدالمطلب! پانی نکالیں، اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ پانی پلانے کے سلسلہ میں آپ پر غالب آ جائیں گے، تو میں بھی آپ کے ساتھ پانی نکالتا۔ انہوں نے آپ کو پانی پیش کیا، تو آپ نے نوش فرمایا۔''

(صحيح مسلم: 1218، المنتقى لابن الجارود: 459)

سوال: کیا پکنے سے پہلے درختوں پر لگے پھلوں کی خرید و فروخت جائز ہے؟

(جواب): جب تک پھلوں میں پکنے کے آثار ظاہر نہ ہو جائیں، اس وقت تک ان کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلاحُهٗ .

''رسول اللہ ﷺ نے پکنے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2183، صحيح مسلم : 1539)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَصْلُحُ بَيْعُ النَّخْلِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلاحُهٗ قَالُوا : وَمَا صَلاحُهٗ؟ قَالَ : تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ .

''پکنے سے پہلے کھجوروں کو بیچنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا: پکنے کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: سرخ یا زرد ہو جانا۔''

(صحيح البخاري : 2195، صحيح مسلم : 1555)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهٰى الْبَايِعَ وَالْمُشْتَرِيَ .

''رسول اللہ ﷺ نے پکنے (سرخ ہونے) سے پہلے کھجوریں بیچنے سے منع فرمایا ہے اور سفید ہونے سے پہلے بالیاں (سٹے) بیچنے سے منع فرمایا ہے، حتی کہ وہ آفات سے محفوظ ہو جائیں، آپ نے بیچنے والے اور خریدنے والے

دونوں کومنع فرمایا ہے۔‘‘

(صحيح مسلم : 1535)

(سوال): کیا اعمال، ایمان میں داخل ہیں؟

(جواب): اعمال، ایمان ہیں۔ یہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِطْلَاقُ اسْمِ الْإِيمَانِ عَلَى الْأَعْمَالِ فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ .

’’اعمال پر ایمان کا لفظ بولنا اہل حق کے لیے اجماعی واتفاقی طور پر جائز ہے۔‘‘

(شرح النّووي :149/1)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾(البقرة : ١٤٣)

’’اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (نماز) کو ضائع کرنے والا نہیں۔‘‘

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفِ الْمُفَسِّرُونَ أَنَّهُ أَرَادَ صَلَاتَكُمْ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَسَمَّى الصَّلَاةَ إِيمَانًا .

’’مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نماز مراد ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان کہا ہے۔‘‘

(التّمهيد : ٢٥٣/٩)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ .

''بلاشبہ حیا ایمان ہے۔''

(صحيح البخاري : 24، صحيح مسلم : 36)

(سوال): انسانی پاخانہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): انسانی پاخانہ اور پیشاب ناپاک ہیں، جسم یا کپڑوں کو لگ جائیں، تو اسے دھوئے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو شخص پیشاب کے چھینٹوں سے کپڑوں یا بدن کو محفوظ نہیں رکھتا، اس کے متعلق وعید شدید بھی وارد ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے جرم میں عذاب نہیں دیا جا رہا، ایک تو ان میں سے وہ تھا، جو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے تر ٹہنی پکڑی، اس کے دو حصے کیے اور دونوں قبروں میں گاڑ دیا، صحابہ نے عرض کیا: آقا! آپ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ ٹہنیاں نہیں سوکھیں گی، ان سے عذاب میں تخفیف کی جاتی رہے گی۔''

(صحيح البخاري : 218، صحيح مسلم : 292)

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

''پیشاب اور غیبت چغلی کو عذاب قبر کے ساتھ خاص کرنے میں کیا راز ہے، بعض اہل علم نے اس کا ذکر کیا ہے کہ قبر، آخرت کی پہلی منزل ہے، اس میں ایک نمونہ دکھایا گیا ہے کہ قیامت کے دن کیا جزا سزا ملے گی۔ روز قیامت بندے کو جن گناہوں پر سزا ملے گی، اس کی دو قسمیں ہیں؛ ① حقوق اللہ، ②

حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے جس کا فیصلہ کیا جائے گا، وہ نماز ہے اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون (قتل) کا فیصلہ ہوگا۔ برزخ (قبر) میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حقوق اور جو گناہ ان کا سبب بنتے ہیں، کا فیصلہ کیا ہے۔ پس نماز کا پیش خیمہ طہارت ہے، جو حدث اور گندگی سے پاک ہونے کے لیے کی جاتی ہے۔ اور چغلی اور عزت دری خون (قتل) کا پیش خیمہ ہے، کسی کو اذیت پہنچانے کے لیے یہ دونوں کام بہت آسان ہیں۔ اسی لیے برزخ (قبر) میں بھی ان دونوں (پیشاب اور چغلی غیبت) کا حساب اور عذاب ہوگا۔''

(تفسیر ابن رجب : 361/2)

سوال: اہل باطل کا اہل حق سے رویہ کیسا ہوتا ہے؟

جواب: تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل حق کو اہل باطل کی طرف سے ستایا گیا، پہلے انبیائے کرام علیہم السلام سے لے کر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اہل حق اہل باطل کی طرف سے نشانہ بنتے آ رہے ہیں، مگر اہل حق عزیمت کے ساتھ حق پر قائم رہتے ہیں اور اس کی نشر و اشاعت میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمْ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَيَقُولُ : إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ .

''نبی کریم ﷺ نے قراء صحابہ پر مشتمل ایک جماعت (قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ) کی طرف بھیجی، تو انہیں (بے دردی) شہید کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کو جتنا دکھ اس سانحہ پر ہوا، اتنا کبھی نہیں ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ (قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ) ایک مہینہ نماز فجر میں قنوت کی، آپ ﷺ فرماتے تھے: قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

(صحيح البخاري : 6394، صحيح مسلم : 677)

❁ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے پہلی وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ إِلَّا عُودِيَ .

''جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں، یہ پیغام آج تک جو بھی لایا، اسے ضرور ستایا گیا۔''

(صحيح البخاري : 3، صحيح مسلم : 160)

سوال: بغیر دلیل فتویٰ دینا کیسا ہے؟

جواب: دلیل کتاب وسنت ہیں۔ جو فتویٰ نصوص کتاب وسنت سے ہٹ کر ہو، اس کی مذمت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا .

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم کو ایسے قبض نہیں کرے گا کہ بندوں (کے سینوں سے) چھین لے، بلکہ اللہ تعالیٰ علما کو فوت کر کے علم قبض کرے گا، یہاں تک کہ کوئی

عالم باقی نہیں رہے گا، پھر لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے سوال کیا جائے گا، تو وہ علم (یعنی کتاب وسنت کی نصوص) کے بغیر فتویٰ دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

(صحيح البخاري : 100، صحيح مسلم : 2673)

❀ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّيْسَ بِعَالِمٍ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُسَمّٰى فِي الشَّرْعِ عَالِمًا، وَإِنْ عَرَفَ جَمِيعَ الْعُلُومِ مَاعَدَا الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَهٰذَا ظَاهِرٌ لَا نَعْلَمُ فِيهِ نِزَاعًا .

''جو کتاب وسنت کا علم نہیں رکھتا، وہ شرعی اعتبار سے عالم کہلوانے کا حق دار نہیں، اگرچہ وہ کتاب وسنت کے علاوہ تمام علوم میں مہارت رکھتا ہو۔ یہ بات بالکل واضح ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الرّوض الباسم : 77/1)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَجْنَبَ فِي شِتَاءٍ، فَسَأَلَ فَأُمِرَ بِالْغُسْلِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا لَهُمْ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ثَلَاثًا قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ الصَّعِيدَ أَوْ التَّيَمُّمَ طَهُورًا .

''ایک آدمی سردی کے موسم میں جنبی ہو گیا۔ اس نے مسئلہ پوچھا، تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے غسل کیا، تو مر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کو برباد کرے، انہوں نے اسے مار ڈالا

(یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی) اللہ نے مٹی یا تیمّم کو تمھارے لیے طہارت (پاکیزگی) کا ذریعہ بنایا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 1/380، سنن ابن ماجه : 572، سنن الدّارقطني : 191,190/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۲۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۷۳)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۳۱۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۱۶۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ولید بن عبداللہ بن ابی رباح ''ثقہ'' ہیں، امام دارقطنی رحمہ اللہ (سنن الدارقطنی : ۳/ ۲۷) اور حافظ بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبری: ۶/۶) کا اسے ''ضعیف'' کہنا مرجوح ہے۔ اسے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے، (الجرح والتعدیل لابن اَبی حاتم: ۹/۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۷/ ۵۴۹) میں ذکر کیا ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ جِدًّا . ''اس کی بہت کم روایات ہیں۔''

ان ائمہ کرام نے اس کی حدیث کی تصحیح کر رکھی ہے، لہٰذا اس کی توثیق ہی راجح ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْعِلْمِ أَنَّهٗ عَابَهُمْ بِالْفَتْوٰى بِغَيْرِ عِلْمٍ وَأَلْحَقَ بِهِمُ الْوَعِيدَ بِأَنْ دَعَا عَلَيْهِمْ وَجَعَلَهُمْ فِي الْإِثْمِ قَتَلَةً لَهٗ .

''اس حدیث میں علمی نکتہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے بغیر علم فتویٰ دینے کو معیوب جانا، انہیں وعید سنائی، ان کے لیے بد دعا کی اور انہیں اِس قتل پر گناہ

گار ٹھہرایا۔‘‘(مَعالِم السّنن :104/1)

صحابہ کرام نے اجتہاد کرتے ہوئے اسے غسل کرنے کا حکم دیا، مگر یہ اجتہاد کتاب وسنت کی نصوص پر مبنی نہ تھا، جس پر نبی کریم ﷺ انہیں گناہ گار قرار دیا۔ صحابہ تو مغفور ہیں، لہٰذا اب اگر کوئی کتاب وسنت کی نصوص کے بغیر اجتہاد کرے، تو وہ مذموم ہے اور وہ اس وعید میں داخل ہے، پھر وہ شخص کس قدر گناہ گار ہوگا، جو کتاب وسنت کی واضح نصوص کے خلاف فتویٰ دیتا ہے!

سوال: مسجد میں تھوکنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہی ہے کہ تھوک صاف کر دیا جائے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا .

’’مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے زائل کر دیا جائے۔‘‘

(صحيح البخاري : 415، صحيح مسلم : 552)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے آخری کھانے میں پیاز کھایا؟

جواب: اس حوالے سے ایک ضعیف حدیث مروی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ .

’’آخری کھانا، جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا، اس میں پیاز شامل تھا۔‘‘

(سنن أبي داود : 3829)

سند ضعیف ہے۔ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالتسلسل درکار ہے!

❁ جس روایت میں بقیہ بن ولید کی متابعت ہے، وہاں خالد بن معدان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کر رہے ہیں، جو کہ مرسل ہے۔

(سوال): احسان جتلانے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کسی سے نیکی کر کے پھر اسے تکلیف پہنچانے کے لیے یا شرمندہ کرنے کے لیے احسان جتلانا گناہ ہے، اس سے نیکی ضائع ہو جاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾

(البقرة : 264)

''مومنو! اپنے صدقات احسان جتلا کر اور اذیت دے کر برباد نہ کرو۔''

مفسرین کی رائے یہ ہے کہ خیرات ضائع کرنے اور مٹانے سے مراد ثواب کو ضائع کرنا ہے۔

❁ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت اللہ تعالیٰ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہو گا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو ناکام و نامراد ہو گئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔'' (صحيح مسلم : 106)

(سوال): بعض عورتیں بال گوندھتے وقت پراندہ کا استعمال کرتی ہیں، شرع میں اس کا

کیا حکم ہے؟

(جواب): پراندہ کا استعمال جائز ہے، اس کے بارے میں ممانعت وارد نہیں ہوتی، البتہ وِگ ممنوع ہے۔

❁ امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ . ''پراندہ میں کوئی حرج نہیں۔''

(سنن أبي داود :4171، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَأَنَّهٗ يَذْهَبُ إِلٰى أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ .

''سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے نزدیک ممانعت وِگ لگانے کی ہے (نہ کہ پراندہ وغیرہ کی)۔''

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ . ''پراندے میں کوئی حرج نہیں۔''

(سنن أبي داود ، تحت الرقم :4171)

❁ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَخَّصَتِ الْفُقَهَاءُ فِي الْقَرَامِلِ، وَكُلُّ شَيْءٍ وُصِلَ بِهِ الشَّعْرُ مَا لَمْ يَكُنِ الْوَصْلُ شَعْرًا فَلَا بَأْسَ بِهٖ .

''فقہاء نے پراندہ کی رخصت دی ہے۔ بالوں کے علاوہ جس چیز سے بھی بالوں کو گوندھا جائے، جائز ہے۔''

(غريب الحديث : 217/3)